حاجت نہیں اخلاص کی کچھ بعدِ فنا
قائم کرو ہستی میں نظامِ اخلاص

شیرینیِ گفتار پہ حیرت کیسی
ہے گُفتۂ رحمٰن کلامِ اخلاص

(متاعِ فقیر)

مشق

۱۔ اس نظم میں "اخلاص" کی جو تعریفیں بیان کی گئی ہیں، انھیں مختصراً لکھیں۔

۲۔ "ہما" پرندے کی کیا خصوصیت بیان کی جاتی ہے؟

۳۔ اخلاص کی وجہ سے کون سا سفر آسان ہو جاتا ہے؟

۴۔ اس نظم کا مرکزی خیال بیان کریں۔

۵۔ فانی ہے ہر اک چیز ہر اک رسم و رواج
باقی ہے مگر ایک دوامِ اخلاص

کلام میں دو ایسے الفاظ استعمال کرنا جو ایک دوسرے کی ضد ہوں "صنعتِ تضاد" کہلاتا ہے۔ جیسے مندرجہ بالا شعر میں "فانی" اور "باقی" ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ صنعتِ تضاد کی تعریف کریں اور تین مثالیں لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ	طلبہ کو عبدالرحمٰن باباؒ کے چند ضرب المثل اشعار سنائیں۔

حصہ غزل

میر تقی میر

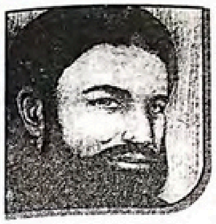

پیدائش: ۱۷۲۱ء

وفات: ۱۸۱۰ء

میر تقی میر کی شاعری زندگی کے انقلابات کی ترجمان رہی ہے۔ اگرچہ بعض ناقدین نے میر کو قنوطیت کا حامل شاعر بھی کہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میر تقی میر کا تخلیقی شعور زندگی کی مایوسیوں کی نشان دہی کر کے بھی گم کر دینے والی یاسیت کی منزل سے نہ صرف فاصلے پر رہتا ہے، بلکہ زیرِ سطح ایک نشاطیہ احساس کو جگانے کا باعث بھی بنتا رہتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ میر کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف نہ صرف ان کے معاصرین نے کیا ہے، بلکہ اب تک کے تمام مستند ناقدین اور غزل کے معتبر شعرا نے میر کے کلام کی ہمہ گیریت، نشتریت اور افادیت کو کھلے دل سے تسلیم کیا ہے۔ غالب جیسے یگانہ روزگار شاعر نے برملا یہ کہا:

ریختے کے تمھیں استاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

میر کو خدائے سخن کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ میر کا اُسلوب بیان سادہ اور سلیس ہونے کے باوجود جدت اور انفرادیت کا حامل ہے۔ ان کے کلام میں روزمرہ اور محاورے کا التزام بخوبی موجود ہے۔ اُن کے عہد کو اردو شاعری کے زریں عہد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اردو ادب کو چھے ضخیم مجموعہ ہائے کلام دیے، جن کی قدر و قیمت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جارہی ہے۔ گویا میر تقی میر کا یہ دعویٰ بالکل درست ثابت ہوا ہے:

سارے عالم پر ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

تصانیف: چھے دیوان (اردو)، دیوانِ میر (فارسی)، ذکرِ میر (خودنوشت) اور نکات الشعراء (تذکرہ)

غزل

فقیرانہ آئے صدا کر چلے — میاں ! خوش رہو ہم دُعا کر چلے
وہ کیا چیز ہے آہ ! جس کے لیے — ہر اِک چیز سے دل اٹھا کر چلے
کوئی نااُمیدانہ کرکے نگاہ — سو تم ہم سے منھ بھی چھپا کر چلے
دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا — ہمیں آپ سے بھی جُدا کر چلے
جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی — حقِ بندگی ہم ادا کر چلے
پرستش کی یاں تک کہ اے بت تجھے — نظر میں سبھوں کی خدا کر چلے

کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ
جہاں میں تم آئے تھے، کیا کر چلے

(انتخاب کلام میر)